مغرب کی منافقت

محمد عمران

ایک نوجوان ہاتھ میں تلوار لیے مدینہ کے دروازے پر کھڑا ہے۔ لوگ مدینہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ نہ کسی کو روکتا ہے نہ کسی کو کچھ کہتا ہے۔ اچانک ایک آدمی مدینہ کے دروازے پر آتا ہے۔ یہ نوجوان اس کو دیکھتے ہی رکنے کو کہتا ہے اور تلوار سونت لیتا ہے اور یوں کہتا ہے:

خبردار! جب تک اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیرے گھسنے کی اجازت نہ دیں گے تو مدینہ میں داخل نہیں ہوسکتا۔ یہ نوجوان عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے اور جسے روکا تھا وہ ان کا باپ عبداللہ بن ابی منافقین کا سردار تھا۔

آخر اس قدر جرأت کیوں کی۔ اس قدر ہمت کیوں کی؟ ماجرا کیا تھا؟ ماجرا یہ تھا کہ غزوہ بنی مصطلق کے موقع پر عبداللہ بن ابی منافق نے کہا تھا کہ جب ہم واپس جائیں گے تو ہم معززین (نعوذ باللہ) ان ذلیلوں (مسلمانوں) کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ بیٹا چونکہ پکا سچا مسلمان تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی کے خلاف اپنے باپ سے بھی کچھ سننا گوارا نہ کیا۔

بھلا جو مسلمان اپنے والدین سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کے متعلق نازیبا الفاظ سننا گوارا نہیں کرتا کسی دوسرے سے کیسے برداشت کرے گا۔ مگر کافر شروع سے آج تک اپنی اس بدروش سے باز نہیں آئے۔

سابقہ دنوں ڈنمارک کے اخبار ''جے لینڈ پوسٹن'' نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ توہین آمیز کارٹون شائع کیے۔ اس سے بھی شرمناک یہ حرکت کہ متعلقہ حکمرانوں اور اخبار والوں نے معافی مانگنے سے انکار کر دیا۔ اس پر بھی مستزاد کہ یہ توہین آمیز کارٹون فرانس، اٹلی، ناروے، آسٹریلیا، جرمنی، ہالینڈ اور جمہوریہ چیک نے بھی شائع کر دیے۔ ایک وزیر نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ مسلمانوں سے ہمیں معاملہ طے کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں خود بھی کارٹون والی شرٹیں پہنوں گا اور تقسیم بھی کروں گا۔

اس کھلی بدمعاشی پر مسلمانوں کا ردعمل لازماً تھا۔ پوری دنیائے اسلام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی اور دنیا بھر میں احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ عوام الناس سے مطالبہ بھی کیا گیا کہ مذکورہ ملکوں سے سفارتی تعلقات ختم کیے جائیں اور مسلمان اس مسئلہ کے شرعی حل کیلئے کوشش کریں۔ ان ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ ان سب کاموں کے باوجود مسلمانوں کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ جواباً عیسائیوں کے نبی کی گستاخی کرتے ہیں نہ یہودیوں کے نبی کی بلکہ ان کی عزت اور تکریم کرنا ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔

شیطانوں کا یہ کھیل کوئی نیا نہیں اور نہ ہی کوئی ایک شخص اس کا ذمہ دار ہے۔ بلکہ یہ کھیل بھی پرانا ہے اور ایک سوچے سمجھے منصوبہ کا حصہ ہے۔ آپ اگر ماضی کا جائزہ لیں تو آپ کو پردہ سکرین پہ کئی نظر آئیں گے۔

اسی قبیل کا ایک شخص حقیقت رائے تھا جس نے (نعوذ باللہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ پنجاب کے گورنر زکریا خان نے اس کو سزائے موت سنائی۔ لاہور میں اس کی قبر بنائی گئی اور پھر بسنت میلے کا آغاز کیا گیا۔ مگر افسوس کہ آج محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جھوٹے دعویدار بھی بسنت مناتے ہیں جو کہ گستاخ رسول کی یاد میں منانا شروع کی اور دعویٰ ہے کہ ہم پکے مسلمان ہیں۔

زیادہ پرانی بات نہیں، ہندوستان کا ملعون سلمان رشدی اور بنگلہ دیش کی تسلیمہ کوثر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں کیں۔ پھر جان کے لالے پڑ گئے۔ بعد میں ان گستاخوں کو برطانیہ گورنمنٹ نے پناہ دی۔ باقاعدہ ملعون سلمان رشدی کو سیکورٹی دی اور گورنمنٹ برطانیہ اس کی حفاظت کرتی ہے۔

لمحہ فکریہ ہے تمام مسلمانوں کیلئے بالخصوص ان لوگوں کیلئے جو روشن خیالی، جدت پسندی کا نعرہ بلند کرتے ہیں اور کفار کی وضع کردہ نام نہاد اصطلاحات اور مقاصد کی تکمیل کرنے میں سرگرم ہیں۔ کیوں حکومت برطانیہ نے ہمارے مجرم کو تحفظ فراہم کیا؟ کیوں سکیورٹی دی؟ چاہئے تو یہ تھا کہ ہمارا دشمن ہمارے حوالے کیا جاتا، مگر الٹا انہوں نے اس کو تحفظ فراہم کیا۔ اصل میں یہاں معاملہ یہ ہے کہ ''جب درد ایک ہوتا ہے تو ہمدرد جنم لیتے ہیں۔''

دونوں کا مقصد حیات ایک ہے۔ وہ ہے مسلمانوں کی دل آزاری۔ مسلم دشمنی دونوں میں قدر مشترک ہے۔ اُن کی محبت کے دعوے سوائے منافقت کے اور کچھ نہیں۔

برطانیہ ہی نہیں بلکہ پورا یورپ اسلام دشمنوں کا محافظ ہے۔ تقریباً ۲۰۰۴ء میں ہالینڈ کے سب سے بڑے شہر ''ایمسٹرڈیم'' کی رہائشی ایک ۳۴ سالہ صومالی نژاد ڈچ بے حیا خاتون ہرسی علی (Hirsi Ali) کو مغربی ذرائع ابلاغ نے محبت وستائش کے انداز میں سر پر اٹھایا۔ وجہ یہ تھی کہ اس خاتون نے اسلامی گھرانے میں صومالیہ میں جنم لیا تھا۔ جوانی ہوئی تو والدین نے اسلامی طریقے پر اس کی شادی کر دی۔ مگر یہ مادر پدر آزادی چاہتی تھی۔ اس کو اسلامی قوانین کی بجائے مغربی طرز معاشرت پسند تھا۔ گھر سے بھاگ گئی اور ہالینڈ پہنچ گئی۔ وہاں اس کو آنکھوں کا تارا بنا لیا۔ اس نے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی اپنا شیوہ بنا لیا۔

ہالینڈ کی حکومت نے اس کی شبانہ روز حفاظت کیلئے مسلح پولیس تعینات کر رکھی تھی۔ اہل مغرب کی اسلام دشمنی کی منافقت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جو بھی اسلام کے خلاف بکواس کرتا ہے۔ حکومت اُس کے اخراجات کی

پرواہ کیے بغیر اس کی حفاظت کرتی ہے۔ ملعونہ بی بی ہرسی علی پہرہ میں کٹھن زندگی گزار رہی ہے کیونکہ وہ محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہٹ لسٹ پر ہے۔

مسلمان خواہ عملی اعتبار سے کمزور ہی کیوں نہ ہو وہ گستاخ رسول کو کیفر کردار تک پہچانا چاہتا ہے۔ تا کہ یہ ناسور بڑھنے نہ پائے۔ ''پم فورٹ'' ہالینڈ میں دائیں بازو کا ایک مشہور سیاستدان تھا۔ وہ ملک کا آئندہ وزیر اعظم بننے کا خواب دیکھ رہا تھا۔ اسلام دشمنی اس کا اوڑھنا بچھونا تھی۔ وہ اسلامی شعائر کا کھلے عام مذاق اڑایا کرتا تھا۔ جب اس کی اسلام دشمنی حد سے تجاوز کر گئی تو مسلمانوں کی قوت برداشت جواب دے گئی۔ مراکش کے ایک نوجوان نے اس شاتم اسلام کو جون ۲۰۰۲ء میں ایمسٹرڈیم کے مرکزی علاقہ میں ہجوم کے باوجود قتل کر دیا اور خود پولیس کو گرفتاری پیش کر دی۔

''پم فورٹ'' کے حالات زندگی پر ایک پروڈیوسر ''وین گوگ'' کے تعاون سے ملعونہ بی بی مرتد ہرسی علی نے ایک فلم تیار کی جس میں اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا گیا۔ ہالینڈ میں قومی ٹیلی ویژن پر یہ فلم کاسٹ کی گئی۔ مسلمانوں کے خلاف سازش سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے۔ ''وین گوگ'' (Won Gogh) کو گورنمنٹ ہالینڈ نے کہا کہ سکیورٹی لے لیں' مگر اس نے تکبر سے یہ کہتے ہوئے سکیورٹی لینے سے انکار کر دیا کہ ''میری حفاظت کیلئے میری فلم ہی کافی ہے۔''

ایک مراکشی نوجوان کو غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کا کردار ادا کرنے کا موقع ملا۔ ۲ نومبر ۲۰۰۴ء کو وہ اپنی سائیکل پر ایمسٹرڈیم کے کونسل ہاؤس کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ ۲۶ سالہ مراکشی نوجوان نے اس پر گولی چلا دی۔ وہ اپنی جان بچانے کیلئے قریبی پارک کی طرف بھاگا۔ اس مرد مومن نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس کو جا پکڑا اور خنجر کا وار کر کے اس کو قتل کر دیا۔ بعد ازاں اس محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تحریر لکھ کر اس کے جسم پر چسپاں کر دی جس کا متن یہ تھا:

''اے دنیا والو! یاد رکھیں جس نے بھی اسلام پر گند اچھالا اس کا یہی حشر ہوگا۔'' اور خود پولیس کو گرفتاری دے دی۔

ذہن میں ان سب باتوں کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے

کیا مسلمانوں میں ہمت نہیں......؟

کیا مسلمان بے بس ہیں......؟

کیا مسلمانوں میں غیرت ایمانی موجود نہیں؟

کیا مسلمان حکمران بزدل ہیں......؟

کیا غیر مسلموں کو ہمارا کوئی خوف نہیں......؟

کہ وہ آئے روز اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے رہتے ہیں۔ جو کہ اب معمول بن چکا ہے۔ تو ان تمام سوالوں کا جواب ''ہاں'' میں آئے گا۔

غیروں پر غصہ درست' لیکن یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ہم کیا ہیں؟ کیا ہم قرآن مجید کی تعلیمات پر مکمل عمل کرتے ہیں؟ کیا ہم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہیں؟

اس وقت ہمارا ایمان کہاں ہوتا ہے جب ہم سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ''داڑھی'' کو کٹوا کر گندگی میں پھینک دیتے ہیں۔ نالیوں میں بہاتے ہیں۔ ایک طرف تو کارٹون والوں سے نفرت' جبکہ دوسری طرف ہم اپنی شکلیں کارٹون والی بناتے ہیں۔ ہم خود کارٹون والوں کی تہذیب کے دلدادہ ہیں۔ ہمیں تو کارٹون والوں کا کلچر پسند ہے۔ ہمارے گھروں میں فلمیں' بے حیائی' گانے اور نہ جانے اسلام مخالف کتنے کام ہیں اور ہم کو ان چیزوں کی بھی فکر کرنی چاہئے۔ ہمیں بھی اپنی اصلاح کرنی چاہئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کا مکمل تہیہ کرنا چاہئے۔ ہمیں اپنی زندگی میں تبدیلی لانی چاہئے۔

دوسرے یہ کہ ہمارے حکمران ۵۶۔ اسلامی ممالک پر براجمان ہیں۔ ان میں اتحاد نہیں' ان میں دم خم نہیں۔ ان میں رعب نہیں بلکہ خود ڈرتے ہیں۔ مسلمان کی تو تعریف یہ ہے:

﴿اشداء علی الکفار رحماء بینهم﴾

مگر یہ اپنوں کیلئے سخت اور غیروں کیلئے نرم۔

کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہیں کہ جس طرح تم اپنے مجرم ہم سے مانگتے ہو ہم فوراً تمہاری جھولی میں ڈال دیتے ہیں۔ ہم نے تو آپ کے ایک ادنیٰ اشارے پر ہزاروں مسلمان آپ کی گود میں ڈال دیئے ہیں۔ تم صرف ایک گستاخ رسول مجرم کو ہمارے حوالے کر دو۔

خدایا! کہاں سے ایمان آئے صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ جیسا......؟ کہاں سے صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کا عزم و ہمت لاؤں......؟ ہائے کاش ان کو کوئی صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی غیرت وحمیت بتلانے والا ہو۔ کاش کوئی ان کو صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بتلائے۔

مسلمانوں کا ایک قافلہ حج کیلئے مکہ معظمہ کی طرف سمندری راستے محو سفر تھا۔ فلسطین کے بادشاہ ریجی نالڈ (کرکوک کا حاکم) نے بدعہدی کرتے ہوئے مسلمانوں کے قافلہ کو لوٹا اور حاجیوں کو قتل کر دیا اور گستاخانہ لہجہ میں کہا ''اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤ وہ تمہیں مجھ سے چھڑا لیں۔''

جو حاجی بچ کر واپس آئے اور صلاح الدین ایوبی کو مکمل واقعہ سے مطلع کیا اور اس کی گستاخی کا بھی تذکرہ کیا۔ صلاح الدین ایوبی نے جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بدزبانی سنی تو غصہ آ گیا۔ بات ناقابل برداشت تھی۔ فوجوں کو تیاری کا حکم دیا کہ ہم گستاخ رسول سے بدلہ لیں گے۔ فوجوں نے گرم میدانوں میں ٹریننگ کی۔ عیسائیوں کو پتہ چلا تو مقابلہ کی تیاریاں کیں۔ آخر کار صلیبی بادشاہ فلسطین گائی اور اس کا بھائی ریجی نالڈ مکمل تیاری کے ساتھ میدان میں آئے۔ جنگ کا معرکہ گرم ہوا۔ فتح مسلمانوں کو ہوئی۔ ریجی اور اس کا بھائی گائی گرفتار ہو کر صلاح الدین ایوبی کے سامنے حاضر کیے گئے۔

صلاح الدین ایوبی نے ریجی نالڈ کو گستاخانہ الفاظ یاد دلاتے ہوئے کہا ''تم نے ہمارے درمیان ہونے والے معاہدہ کی بدعہدی کی ہے' حاجیوں کے قافلہ پر حملہ کیا ہے اور ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی ہے۔ میں چونکہ تمہارے خلاف ناموس رسالت کی حمایت کروں گا۔''

سلطان نے اسلام قبول کرنے ... اس نے انکار کر دیا۔ سلطان نے تلوار نیام سے نکالی اور وار کر کے

اس کا بازو جدا کر دیا۔ خدمت گاروں نے ریجی نالڈ کا کام تمام کر دیا۔ جب گائی نے یہ دیکھا تو کانپنا شروع کر دیا۔ صلاح الدین ایوبی نے کمال شفقت سے اس کو معاف کر دیا اور کہا کہ بادشاہ بادشاہ کو قتل نہیں کرتا' مگر اس نے تو تمام حدود توڑ دی تھیں۔

تمام تر دشمنی کا منبع اہل مغرب ہیں۔ تاریخ بھی جس کی شاہد ہے۔ اس کے باوجود مسلمانوں کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے کہ مسلمان دہشت گرد ہیں۔ مسلمانوں کے جواب پر آزادی رائے کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے۔ تازہ واقع پر بھی ذمہ دار ممالک نے معافی مانگنے سے انکار کر دیا اور یہی جواب دیا کہ آزادی رائے ہر ایک کا حق ہے۔ یہ صرف نعرہ کی حد تک ہے' جس سے غلطی کو تسلیم کرنے کی بجائے درست ثابت کرنا مقصود ہے۔ وگرنہ آزادی رائے بھی یورپ میں غیر مسلم ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

(۱) جرمن میں یہ کہنا جرم ہے کہ ہٹلر نے ۹۰ لاکھ یہودی قتل نہیں کیے تھے اور یہ محض ایک افسانہ ہے۔ وہاں تو ''ہولوکاسٹ'' کے متعلق کوئی ایسی تحریر نہیں لکھی جا سکتی' جس سے یہودیوں کو ٹھیس پہنچے۔ ڈیوڈ ارونگ نامی شخص ایک مورخ ہے اس وقت آسٹریلیا کی ایک جیل میں قید ہے۔ جرم یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ ساٹھ لاکھ یہودیوں کے قتل کی کہانی مبالغہ ہے۔

(۲) یہودی ''ربی'' کا کارٹون یا خاکہ شائع نہیں کیا جا سکتا' جس سے یہودیوں کو دکھ ہو۔

(۳) پچھلے سالوں میں امریکہ میں ایک فلم تیار ہوئی جس میں نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی کی ناموس پر حملہ تھا۔ اس فلم کو ٹیلی کاسٹ کرنے سے انکار کر دیا کہ اس سے عیسائیوں کے جذبات مجروح ہوں گے۔

اب بتلائیے کہ یہاں آزادی اظہار' آزادی رائے کا نعرہ کہاں گیا۔ یہ نعرے صرف مسلمانوں اور مسلمان حکمرانوں کو بے وقوف بنانے کیلئے لگائے جاتے ہیں۔ کبھی آزادی نسواں کا نعرہ تو کبھی حقوق نسواں کا نعرہ۔ کہیں روشن خیالی' جدت پسندی کا نعرہ تو کہیں آزادی رائے کا نعرہ۔ یہ سب مسلمانوں کے خلاف چالیں ہیں۔

''عجب چالیں دو رنگی ہیں فرنگی کی''

جس ملک میں گستاخانہ خاکے چھاپے گئے ہیں' وہاں دو رنگی کی منافقت کی اس سے بڑی مثال کیا ہو سکتی ہے کہ ایک طرف آزادی رائے کا نعرہ ہے تو دوسری طرف ڈنمارک میں یہ قانون ہے کہ کسی کے جذبات مجروح نہ کیے جائیں۔ ڈنمارک کے قانون کی دفعہ ۲۶۶ کے تحت اگر کوئی شخص ایسا بیان دیتا ہے یا ایسی تحریر شائع کرتا ہے' جس سے نسلی تعصب' جنس' رنگ یا اعتقاد کی بناء پر کسی کو تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے تو ایسے شخص کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ جس میں جرمانہ اور دو سال قید کی سزا دی جا سکے گی۔

یہ تو منافقت' مکاری' اسلام دشمنی مغرب کی ہے۔ کیونکہ وہ تو دشمن ہیں۔ انہوں نے دشمنی نبھائی ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ اس معاملہ میں اپنے کئی پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں۔ جو مغرب کے حکم پر قانون توہین رسالت میں تبدیلی کرنا چاہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آخر اس قانون سے حقوق انسانی کی تنظیموں کو کیا خطرہ ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ اقلیتوں کو خطرہ ہے۔ لہٰذا اس قانون پر نظر ثانی کی جائے۔ حکم قصر ابیض سے قصر سلطانی کی طرف محو پرواز ہوتا ہے تو یہاں حکمران قصر ابیض والوں کی خواہش پوری کرنے کیلئے بالکل تیار ہو جاتے ہیں۔

حکمران وقت نے ۲۱ اپریل ۲۰۰۰ء میں اعلان کیا تھا کہ توہین رسالت کے قانون کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔ اس لیے اس کے ضابطہ کار کو تبدیل کرنا چاہئے۔ تبدیلی قانون کو غیر موثر بنانے کیلئے پہلا قدم تھا۔ نتیجتاً پورے ملک میں مذہبی وسیاسی جماعتوں کی طرف سے مظاہرے ہوئے اور کہا گیا کہ حکومت کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے۔ صدر صاحب ان دنوں بیرون ملک دوروں پر تھے۔ واپسی پر ان کو بگڑتی ہوئی صورت حال سے آگاہ کیا گیا۔ انہوں نے ایئر پورٹ سے ہی قوم سے خطاب کرتے ہوئے بتلایا کہ یہ حکومت کے چند اہلکاروں کی طرف سے صرف ایک تجویز تھی۔ جو نادانستہ طور پر پیش کی گئی۔ اگر قوم اس کو ناپسند کرتی ہے تو ہم اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کریں گے۔

۲۰۰۳ء میں امریکہ کے نیوکرن (نئی قدامت پرست عیسائی) گورنمنٹ کے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے ڈیموکریسی اور ہیومن رائٹس کے حوالے سے سال ۲۰۰۳ء میں جو انٹرنیشنل رپورٹ تیار کی' ۲۰۰۴ء میں منظر عام پر آئی۔ اس میں پاکستان کے قانون توہین رسالت کا سختی سے محاسبہ کیا گیا تھا' کہ اس کی وجہ سے مذہبی آزادی اور حقوق انسانی سلب ہو رہے ہیں۔ صدر صاحب چونکہ روشن خیال ہیں' انہوں نے اس رپورٹ پر جلدی یوٹرن لیا اور توہین رسالت کے پہلے بیان کے خلاف بیان دیا۔

مئی ۲۰۰۴ء میں جنرل صاحب نے ضابطہ کار سے بھی آگے بڑھ کر قانون توہین رسالت پر نظر ثانی کا بیان داغ دیا۔ اعلان کے بعد سیکولر دستے اور وزیروں مشیروں کی فوج ظفر موج بھی میدان میں آ گئی۔ علماء اور عوام الناس کی بھرپور مخالفت کے بعد مصلحت کے تحت یہ تجویز سامنے لائی گئی کہ تمام اسلامی قانون پر نظر ثانی کی بجائے قانون قصاص ودیت کی دفعہ ۲۹۹ میں ترمیم کی جائے۔

یہاں یہ بات بیان کرنا بھی مناسب ہو گا کہ بائبل کے مطابق بھی پیغمبروں کی توہین کی سزا موت ہے۔ خود امریکہ اور برطانیہ میں بھی جو کہ سیکولر ہونے کے دعویدار ہیں' حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین پر سزاء موت تھی جو کہ بعد میں تبدیل کر دی۔ اس کی جگہ یہ سزا عمر قید میں تبدیل کر دی گئی۔

مسلمانوں کو ان حالات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو سامنے رکھنا چاہئے۔ اپنے زر' اپنی املاک کو نقصان نہیں پہنچانا چاہئے۔ اتفاق واتحاد پیدا کرنا چاہئے۔ اب موقعہ ہے اکٹھے ہونے کا' مسلمان حکمرانوں کو اکٹھے ہو جانا چاہئے اور کافروں کی سازشوں کو ناکام بنا دینا چاہئے۔ مسلمانوں کو میدان عمل میں بھی بہتری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور مسلمانوں کے حالات درست فرمائے۔ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہی بے نام ونشان ہونگے۔

ان شاء اللہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆